تقریر بابت مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

تقریر

حضرت مسیح موعودؑ کی احباب جماعت کو نصائح

(ملفوظات جلد 5 ایڈیشن 1984ء)

(تقریر نمبر2)

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ (الشعراء:4)

کیا تو اپنی جان کو اس لئے ہلاک کر دے گا کہ وہ مومن نہیں ہوتے۔

چرخ تک پہنچے ہیں میرے نعرہ ہائے روز و شب
پر نہیں پہنچی دلوں تک جاہلوں کے یہ پکار
قبضۂ تقدیر میں دل ہیں اگر چاہے خدا
پھیر دے میری طرف آجائیں پھر بے اختیار

معزز سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقاریر، درس اور مجالس عرفان سے خطابات کو ملفوظات کے نام سے 10 جلدوں میں افادہ عام کے لئے محفوظ کیا گیا ہے۔ جن میں سے قیمتی نصائح ''مشاہدات'' کے تحت احبابِ جماعت کے لئے اکٹھا کیا جا رہا ہے اور تقاریر کی صورت میں ملفوظات کی پہلی چار جلدوں سے 25 تقاریر افادۂ عام کے لئے ویب سائیٹ پر اپلوڈ کر دی گئی ہیں۔ اِس وقت ملفوظات جلد 5 سے نصائح پیش کی جا رہی ہیں۔ یہ جلد پنجم کی دوسری تقریر ہے۔

جماعت اپنے ایمان میں ترقی کرے

حضورؑ فرماتے ہیں:

''ہماری جماعت تو ایمان لاتی ہے۔ مگر اصل میں مدارِ ایمان نشانوں پر ہوتا ہے۔ اگرچہ انسان محسوس نہ کرے مگر اس کے اندر بعض کمزوریاں ضرور ہوتی ہیں اور جب تک وہ کمزوریاں دور نہ ہوں اعلیٰ مراتب ایمانی نہیں مل سکتے اور یہ کمزوریاں نشانات ہی کے ذریعہ دور ہوتی ہیں اور اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنے نشانوں سے ان کمزوریوں کو دور کرے اور جماعت اپنے ایمان میں ترقی کرے اب وہ وقت آ گیا ہے کہ إِنَّ اللهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ (الحج:40) کا نمونہ دکھائے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر سے صادق اور کاذب، خائن اور مظلوم پوشیدہ نہیں ہیں۔ اب ضروری ہے کہ سب گروہ متفق ہو کر میرے استیصال کے درپے ہوں جیسے جنگ احزاب میں ہوئے تھے۔ جو کچھ ہو رہا ہے یہ سب خدا تعالیٰ نے چاہا ہے۔ مَیں نے جو خواب میں دیکھا کہ دریائے نیل کے کنارہ پر ہوں اور بعض چلّائے کہ ہم پکڑے گئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا وقت بھی آوے جب جماعت کو کوئی یاس ہو مگر مَیں یقین رکھتا ہوں کہ خدا زور آور حملوں سے سچائی ظاہر کر دے گا۔ اس وقت یہ پورے زور لگائیں گے تا کہ قتل کے مقدمہ کی حسرتیں نہ رہ جائیں کہ کیوں چھوٹ گیا۔ یہ لوگ ان باتوں پر یقین نہیں رکھتے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مَیں پیش کرتا ہوں مگر وہ دیکھ لیں گے کہ اِکرَاماً عَجَبًا کیسے ہوتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 40)

جماعت کو طاعون کے حوالہ سے نصائح

فرمایا:

"مَیں تو ہمیشہ دُعا کرتا ہوں مگر تم لوگوں کو بھی چاہیے کہ ہمیشہ دُعامیں لگے رہو۔ نمازیں پڑھو اور توبہ کرتے رہو۔ جب یہ حالت ہو گی تو اللہ تعالیٰ حفاظت کرے گا اور اگر سارے گھر میں ایک شخص بھی ایسا ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کے باعث سے دوسروں کی بھی حفاظت کرے گا۔ کوئی بلا اور دکھ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے سوا نہیں آتا اور وہ اس وقت آتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور مخالفت کی جاوے۔ ایسے وقت پر عام ایمان کام نہیں آتا بلکہ خاص ایمان کام آتا ہے۔ جو لوگ عام ایمان رکھتے ہیں وہ اُن بلاؤں سے حصہ لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کی پروا نہیں کرتا مگر جو خاص ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی طرف رجوع کرتا ہے اور آپ اُن کی حفاظت کرتا ہے مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ۔ بہت سے لوگ ہیں جو زبان سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار کرتے ہیں اور اپنے اسلام اور ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کے لیے دکھ نہیں اٹھاتے۔ کوئی دکھ یا تکلیف یا مقدمہ آجاوے تو فوراً خدا کو چھوڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور اس کی نافرمانی کر بیٹھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوئی پروا نہیں کرتا مگر جو خاص ایمان رکھتا ہو اور ہر حال میں خدا کے ساتھ ہو اور دکھ اٹھانے کو تیار ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اس سے دکھ اٹھالیتا ہے اور دو مصیبتیں اس پر جمع نہیں کرتا۔ دُکھ کا اصل علاج دُکھ ہی ہے اور مومن پر دو بلائیں جمع نہیں کی جاتیں۔ ایک وہ دُکھ ہے جو انسان خدا کے لیے اپنے نفس پر قبول کرتا ہے اور ایک وہ بلائے ناگہانی، اس بلا سے خدا بچالیتا ہے۔ پس یہ دن ایسے ہیں کہ بہت توبہ کرو۔ اگرچہ ہر شخص کو وحی یا الہام نہ ہو مگر دل گواہی دے دیتا ہے کہ خدا تعالیٰ اسے ہلاک نہ کرے گا۔ دنیا میں دو دوستوں کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دوست دوسرے دوست کا مرتبہ شناخت کرلیتا ہے کیونکہ جیسا وہ اس کے ساتھ ہے ویسا ہی وہ بھی اس کے ساتھ ہو گا۔ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ محبت کے عوض محبت اور دغا کے عوض دغا۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ معاملہ میں اگر کوئی حصہ کھوٹ کا ہو گا تو اسی قدر ادھر سے بھی ہو گا۔ مگر جو اپنا دل خدا سے صاف رکھے اور دیکھے کہ کوئی فرق خدا سے نہیں ہے تو خدا تعالیٰ بھی اس سے کوئی فرق نہ رکھے گا۔ انسان کا اپنا دل اس کے لیے آئینہ ہے وہ اس میں سب کچھ دیکھ سکتا ہے۔ پس سچا طریق دُکھ سے بچنے کا یہی ہے کہ سچے دل سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور وفاداری اور اخلاص کا تعلق دکھاؤ اور اس راہ بیعت کو جو تم نے قبول کی ہے سب پر مقدم کرو کیونکہ اس کی بابت تم پوچھے جاؤ گے۔ جب اس قدر اخلاص تم کو میسر آجاوے تو ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو ضائع کرے۔ ایسا شخص سارے گھر کو بچالے گا۔ اصل یہی ہے اس کو مت بھولو۔ نِری زبان میں برکت نہیں ہوتی کہ بہت سی باتیں کرلیں۔ اصل برکت دل میں ہوتی ہے اور وہی برکت کی جڑ ہے۔ زبان سے تو کروڑہا مسلمان کہلاتے ہیں جن لوگوں کے دل خدا کے ساتھ مستحکم ہیں اور وہ اس کی طرف وفا سے آتے ہیں خدا بھی ان کی طرف وفا سے آتا ہے اور مصیبت اور بلا کے وقت ان کو الگ کرلیتا ہے۔ یاد رکھو! یہ طاعون خود بخود نہیں آئی بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے جو اپنے وقت پر آئی ہے اب جو کھوٹ اور بے وفائی کا حصہ رکھتا ہے وہ بلا اور وبا سے بھی حصّہ لے گا مگر جو ایسا حصّہ نہیں رکھتا خدا اسے محفوظ رکھے گا۔

مَیں اگر کسی کے لیے دُعا کروں اور خدا کے ساتھ اس کا معاملہ صاف نہیں ہے وہ اس سے سچا تعلق نہیں رکھتا تو میری دعا اُس کو کیا فائدہ دے گی۔ لیکن اگر وہ صاف دل ہے اور کوئی کھوٹ نہیں رکھتا تو میری دعا اس کے لیے نُوْرٌ علٰی نور ہو گی۔ زمینداروں کو دیکھا جاتا ہے کہ دو دو پیسے کی خاطر خدا کو چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ خدا انصاف اور ہمدردی چاہتا ہے اور وہ پسند کرتا ہے کہ لوگ فسق، فحشاء اور بے حیائی سے باز آویں جو ایسی حالت پیدا کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے فرشتے ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ مگر جب دل میں تقویٰ نہ ہو اور کچھ حصہ شیطان کا بھی ہو تو خدا شراکت پسند نہیں کرتا اور وہ سب چھوڑ کر شیطان کا کر دیتا ہے کیونکہ اس کی غیرت شرکت پسند نہیں کرتی۔ پس جو بچنا چاہتا ہے اس کو ضروری ہے کہ وہ اکیلا خدا کا ہو مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ۔ خدا تعالیٰ کبھی کسی صادق سے بے وفائی نہیں کرتا۔ ساری دنیا بھی اگر اُس کی دشمن ہو اور اس سے عداوت کرے تو اُس کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتی۔ خدا بڑی طاقت ہے اور قدرت والا ہے اور انسان ایمان کی قوت کے ساتھ اس کی حفاظت کے نیچے آتا ہے اور اس کی قدرتوں اور طاقتوں کے عجائبات دیکھتا ہے پھر اس پر کوئی ذلت نہ آوے گی۔ یاد رکھو! خدا تعالیٰ زبردست پر بھی زبردست ہے بلکہ اپنے امر پر بھی غالب ہے۔ سچے دل سے نمازیں پڑھو اور دعاؤں میں لگے رہو اور اپنے سب رشتہ داروں اور عزیزوں کو یہی تعلیم دو۔ پورے طور پر خدا کی طرف ہو کر کوئی نقصان نہیں اُٹھاتا۔ نقصان کی اصل جڑ گناہ ہے۔ ساری عزّتیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ دیکھو! بہت سے ابرار اخیار دنیا میں گزرے ہیں۔ اگر وہ دنیادار ہوتے تو ان کے گزارے ادنیٰ درجہ کے ہوتے۔ کوئی ان کو پوچھتا بھی نہ۔ مگر وہ خدا کے لیے ہوئے اور خُدا ساری دنیا کو ان کی طرف کھینچ لایا۔ خدا تعالیٰ پر سچا یقین رکھو اور بدظنی نہ کرو۔ جب اِس کی بدبختی سے خدا پر بدظنّی ہوتی ہے تو پھر نہ نماز درست ہوتی ہے نہ روزہ نہ صدقات۔ بدظنی ایمان کے درخت کو نشوونما ہونے نہیں دیتی بلکہ ایمان کا درخت یقین سے بڑھتا ہے۔

مَیں اپنی جماعت کو بار بار اسی لیے نصیحت کرتا ہوں کہ یہ موت کا زمانہ ہے۔ اگر سچے دل سے ایمان لانے کی موت کو اختیار کروگے تو ایسی موت سے زندہ ہو جاؤ گے اور ذلّت کی موت سے بچائے جاؤ گے۔ مؤمن پر دو موتیں جمع نہیں ہوتیں۔ جب وہ سچے دل سے اور صدق اور اخلاص کے ساتھ خدا کی طرف آتا ہے پھر طاعون کیا چیز ہے؟ کیونکہ صدق اور وفا کے ساتھ خدا تعالیٰ کا ہونا یہی ایک موت ہے جو ایک قسم کی طاعون ہے۔ مگر اس طاعون سے ہزار ہا درجہ بہتر ہے کیونکہ خدا کا ہونے سے نشانہ طعن تو ہونا ہی پڑتا ہے۔ پس جب مومن ایک موت اپنے اوپر اختیار کرلیوے تو پھر دوسری موت اس کے آگے کیا شئے ہے؟ مجھے بھی الہام ہوا تھا کہ آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ ہر مومن کا یہی حال ہوتا ہے اگر وہ اخلاص اور وفاداری سے اس کا ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کا ولی بنتا ہے لیکن اگر ایمان کی عمارت بوسیدہ ہے تو پھر بے شک خطرہ ہوتا ہے۔ ہم کسی کے دل کا حال تو جانتے ہی نہیں۔ سینہ کا علم تو خدا کو ہی ہے۔ مگر انسان اپنی خیانت سے پکڑا جاتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ سے معاملہ صاف نہیں تو پھر بیعت فائدہ دے گی نہ کچھ اور۔ لیکن جب خالص خدا ہی کا ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اس کی خاص حفاظت کرتا ہے۔ اگرچہ وہ سب کا خدا ہے مگر جو اپنے آپ کو خاص کرتے ہیں ان پر خاص تجلّی کرتا ہے اور خدا کے لیے خاص ہونا یہی ہے کہ نفس بالکل چکنا چور ہو کر اس کا کوئی ریزہ باقی نہ رہ جاوے۔ اس لیے مَیں بار بار اپنی جماعت کو کہتا ہوں کہ بیعت پر ہرگز ناز نہ کرو۔ اگر دل پاک نہیں ہے۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھنا کیا فائدہ دے گا جب دل دور ہے۔ جب دل اور زبان میں اتفاق نہیں تو میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر منافقانہ اقرار کرتے ہیں۔ تو یاد رکھو! ایسے شخص کو دوہرا عذاب ہو گا مگر جو سچا اقرار کرتا ہے اس کے بڑے بڑے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کو ایک نئی زندگی ملتی ہے۔ مَیں تو زبان ہی سے کہتا ہوں۔ دل میں ڈالنا خدا کا کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھانے میں کیا کسر باقی رکھی تھی؟ مگر ابو جہل اور اس کے امثال نہ سمجھے۔ آپ کو اس قدر فکر اور غم تھا کہ خدا نے خود فرمایا لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ (الشعراء:4) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر ہمدردی تھی۔ آپؐ چاہتے تھے کہ وہ ہلاک ہونے سے بچ جاویں مگر وہ بچ نہ سکے۔ حقیقت میں معلّم اور واعظ کا تو اتنا ہی فرض ہے کہ وہ بتا دیوے۔ دل کی کھڑکی تو خدا کے فضل سے کھلتی ہے۔ نجات اُسی کو ملتی ہے جو دل کا صاف ہے۔ جو صاف دل نہیں وہ اُچکّا اور ڈاکو ہے۔ خدا تعالیٰ اُسے بُری طرح مارتا ہے۔ اب یہ طاعون کے دن ہیں ابھی تو ابتدا ہے۔

ابتدائے	عشق	ہے	روتا	ہے	کیا
آگے	آگے	دیکھئے	ہوتا	ہے	کیا

آخر کی خبر نہیں مگر جو ابتدائی حالت میں اپنے آپ کو درست کریں گے وہ خدا کی رحمت کا بہت بڑا حق رکھتے ہیں مگر جو لوگ صاعقہ کی طرح دیکھ کر ایمان لائیں گے ممکن ہے کہ ان کی توبہ قبول نہ ہو یا توبہ کا موقع ہی نہ ملے۔ ابتدا والے ہی کا حق بڑا ہوتا ہے۔ قاعدہ کے موافق 15 یا 20 دن اور طاعون کے روزہ کے ہیں اور آرام کی شکل نظر آتی ہے مگر وقت آتا ہے کہ پھر روزہ کھولنے کا زمانہ شروع ہو گا۔ اب خدا کے سوا کوئی عاصم نہیں ہے۔ ایماندار قبول نہیں کر سکتا کہ خدا کے ارادہ کے خلاف کوئی بچ سکتا ہے۔ فائدہ اور امن کی ایک ہی راہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ایسا جھکے کہ خود محسوس کرلے کہ اب مَیں وہ نہیں رہا ہوں اور مصفّا قطرہ کی طرح ہو جاوے۔ خدا کی قدرت ہے کہ جوں جوں طاعون کا زمانہ قریب آتا جاتا ہے شور اور مفسدہ مخالفت کا بڑھتا جاتا ہے ان کو ذرا بھی خدا کا خوف نہیں ہے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 67-72)

سامعین! بیعت کے حوالے سے اپنی جماعت کو ایک بہت ضروری نصیحت

حضورؑ فرماتے ہیں:

"آج کل زمانہ بہت خراب ہو رہا ہے۔ قسم قسم کا شرک، بدعت اور خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ بیعت کے وقت جو اقرار کیا گیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ یہ اقرار خدا کے سامنے اقرار ہے۔ اب چاہیے کہ اس پر موت تک خوب قائم رہو ورنہ سمجھو کہ بیعت نہیں کی اور اگر قائم رہو گے تو اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں برکت دے گا۔ اپنے اللہ کے منشا کے موافق پورا تقویٰ اختیار کرو۔ زمانہ نازک ہے۔ قہرِ الٰہی نمودار ہو رہا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق اپنے آپ کو بنالے گا وہ اپنی جان اور اپنی آل و اولاد پر رحم کرے گا۔ دیکھو! انسان روٹی کھاتا ہے جب تک سیری کے موافق پوری مقدار نہ کھاوے تو اس کی بھوک نہیں جاتی۔ اگر وہ ایک بھورہ روٹی کا کھا لیوے تو کیا وہ بھوک سے نجات پائے گا؟ ہرگز نہیں اور اگر وہ ایک قطرہ پانی کا اپنے حلق میں ڈالے تو وہ قطرہ اسے ہرگز بچا نہ سکے گا بلکہ باوجود اس قطرے کے وہ مرے گا۔ حفظِ جان کے واسطے وہ قدر محتاط جس سے زندہ رہ سکتا ہے جب تک نہ کھاوے اور نہ پیوے نہیں بچ سکتا۔ یہی حال انسان کی دینداری کا ہے جب تک اس کی دینداری

اس حد تک نہ ہو کہ سیری ہو بچ نہیں سکتا۔ دینداری، تقویٰ، خدا کے احکام کی اطاعت کو اس حد تک کرنا چاہیے جیسے روٹی اور پانی کو اس حد تک کھاتے اور پیتے ہیں جس سے بھوک اور پیاس چلی جاتی ہے۔
خوب یاد رکھنا چاہیے کہ خدا کی بعض باتوں کو نہ ماننا اس کی سب باتوں کو ہی چھوڑنا ہوتا ہے۔ اگر ایک حصہ شیطان کا ہے اور ایک اللہ کا تو اللہ تعالیٰ حصہ داری کو پسند نہیں کرتا۔ یہ سلسلہ اس کا اسی لیے ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی طرف آوے۔ اگرچہ خدا کی طرف آنا بہت مشکل ہوتا ہے اور ایک قسم کی موت ہے مگر آخر زندگی بھی اسی میں ہے۔ جو اپنے اندر سے شیطانی حصہ نکال کر باہر پھینک دیتا ہے وہ مبارک انسان ہوتا ہے اور اس کے گھر اور نفس اور شہر سب جگہ اس کی برکت پہنچتی ہے۔ لیکن اگر اس کے حصہ میں ہی تھوڑا آیا ہے تو وہ برکت نہ ہوگی جب تک بیعت کا اقرار عملی طور پر نہ ہو بیعت کچھ چیز نہیں ہے۔ جس طرح سے ایک انسان کے آگے تم بہت سی باتیں زبان سے کرو مگر عملی طور پر کچھ بھی نہ کرو تو وہ خوش نہ ہوگا۔ اسی طرح خدا کا معاملہ ہے وہ سب غیرت مندوں سے زیادہ غیرت مند ہے۔ کیا ہو سکتا ہے کہ ایک تو تم اس کی اطاعت کرو پھر ادھر اس کے دشمنوں کی بھی اطاعت کرو اس کا نام تو نفاق ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اس مرحلہ میں زید و بکر کی پروانہ کرے۔ مرتے دم تک اس پر قائم رہو۔
بدی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک خدا کے ساتھ شرک کرنا۔ اس کی عظمت کو نہ جاننا۔ اُس کی عبادت اور اطاعت میں کسل کرنا۔ دوسری یہ کہ اس کے بندوں پر شفقت نہ کرنا۔ اُن کے حقوق ادا نہ کرنے۔ اب چاہیے کہ دونوں قسم کی خرابی نہ کرو۔ خدا کی اطاعت پر قائم رہو۔ جو عہد تم نے بیعت میں کیا ہے اس پر قائم رہو۔ خدا کے بندوں کو تکلیف نہ دو۔ قرآن کو بہت غور سے پڑھو۔ اس پر عمل کرو۔ ہر ایک قسم کے ٹھٹھے اور بیہودہ باتوں اور مشرکانہ مجلسوں سے بچو۔ پانچوں وقت نماز کو قائم رکھو۔ غرضیکہ کوئی ایسا حکمِ الٰہی نہ ہو جسے تم ٹال دو۔ بدن کو بھی صاف رکھو اور دل کو ہر ایک قسم کے بے جا کینے، بغض، حسد سے پاک کرو۔ یہ باتیں ہیں جو خدا تم سے چاہتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کبھی کبھی آتے رہو۔ جب تک خدا نہ چاہے کوئی آدمی بھی نہیں چاہتا۔ نیکی کی توفیق وہی دیتا ہے۔ دو عمل ضرور خیال رکھو۔ ایک دعا۔ دوسرے ہم سے ملتے رہنا تاکہ تعلق بڑھے اور ہماری دعا کا اثر ہو۔
ابتلا سے کوئی خالی نہیں رہتا۔ جب سے یہ سلسلہ انبیاء اور رسل کا چلا آرہا ہے جس نے حق کو قبول کیا ہے اس کی ضرور آزمائش ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ جماعت بھی خالی نہ رہے گی۔ گردونواح کے مولوی کوشش کریں گے کہ تم اس راہ سے ہٹ جاؤ۔ تم پر کفر کے فتوے دیں گے لیکن یہ سب کچھ پہلے ہی سے اسی طرح ہوتا چلا آیا ہے لیکن اس کی پروانہ کرنی چاہیے۔ جوانمردی سے اس کا مقابلہ کرو۔
پھر بیعت کنندگان نے منکرین کے ساتھ نماز پڑھنے کو پوچھا۔ حضرت نے فرمایا کہ
ان لوگوں کے ساتھ ہرگز نہ پڑھو۔ اکیلے پڑھ لو۔ جو ایک ہوگا وہ جلد دیکھے گا کہ ایک اَور اس کے ساتھ ہو گیا ہے۔ ثابت قدمی دکھاؤ۔ ثابت قدمی میں ایک کشش ہوتی ہے۔ اگر کوئی جماعت کا نہ ہو تو نماز اکیلے پڑھو مگر جو اس سلسلہ میں نہیں اس کے ساتھ ہرگز نہ پڑھو، ہرگز نہ پڑھو۔ جو ہمیں زبان سے بُرا نہیں کہتا وہ عملی طور سے کہتا ہے کہ حق کو قبول نہیں کرتا۔ ہاں ہر ایک کو سمجھاتے رہو۔ خدا کسی نہ کسی کو ضرور کھینچ لے گا۔ جو شخص نیک نظر آوے سلام علیک اس سے رکھو لیکن اگر وہ شرارت کرے تو پھر یہ بھی ترک کردو۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 75-77)

مامور کے آنے پر دو گروہ ہو جاتے ہیں۔ موافق اور مخالف۔ موافق کا ساتھ دینا سعادت مندی ہے

فرمایا:
”مَیں نے بہت غور کیا ہے کہ جب کوئی مامور آتا ہے تو دو گروہ خود بخود ہو جاتے ہیں۔ ایک موافق دوسرا مخالف۔ اور یہ بات بھی ہر ایک عقل سلیم رکھنے والا جانتا ہے کہ اس وقت ایک جذب اور ایک نفرت پیدا ہو جاتی ہے یعنی سعید الفطرت کھچے چلے آتے ہیں اور جو لوگ سعادت سے حصہ نہیں رکھتے ان میں نفرت بڑھنے لگتی ہے۔ یہ ایک فطرتی بات ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا۔
طبیب اس امر کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اس سے وہی شخص فائدہ اُٹھا سکتا ہے جو اوّل اپنے مرض کو شناخت کرے اور محسوس کرے کہ مَیں بیمار ہوں اور پھر یہ شناخت کرے کہ طبیب کون ہے؟ جب تک یہ دو باتیں پیدا نہ ہوں وہ اس سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ یہ بھی یاد رہے کہ مرض دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک مرض مختلف ہوتا ہے جیسے قولنج کا درد یعنی جو محسوس ہوتا ہے اور ایک مستوی جیسے برص کے داغ کہ ان کا کوئی درد اور تکلیف بظاہر محسوس نہیں ہوتی۔ انجام خطرناک ہوتا ہے مگر انسان ایسی

صورتوں میں ایک قسم کا اطمینان پاتا ہے اور اس کی چنداں فکر نہیں کرتا۔ اس لیے ضروری ہے کہ انسان اوّل اپنے مرض کو شناخت کرے اور اُسے محسوس کرے پھر طبیب کو شناخت کرے۔ بہت سے لوگ ہوتے ہیں جو اپنی معمولی حالت پر راضی ہو جاتے ہیں۔ یہی حال اس وقت ہو رہا ہے۔ اپنی حالت پر خوش ہیں اور کہتے ہیں کہ مہدی کی کیا ضرورت ہے حالانکہ خدا دانی اور معرفت سے بالکل خالی ہو رہے ہیں۔ خدا دانی اور معرفت بہت مشکل امر ہے۔ ہر چیز اپنے لوازمات کے ساتھ آتی ہے پس جہاں خدا دانی آتی ہے اس کے ساتھ ہی ایک خاص معرفت اور تبدیلی بھی آجاتی ہے۔ کبائر اور صغائر جو چیونٹیوں کی طرح ساتھ لگے ہوئے ہیں خدا کی معرفت کے ساتھ ہی وہ دُور ہونے لگتے ہیں یہاں تک کہ وہ محسوس کرتا ہے کہ اب مَیں وہ نہیں بلکہ اَور ہوں۔ خدا دانی میں جب ترقی کرنے لگتا ہے تو گناہ سے بیزاری اور نفرت پیدا ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اطمینان کی حالت میں پہنچ جاتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 92-94)

گناہ کی شناخت ضروری ہے

فرمایا:

''نفس تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک نفس امّارہ، ایک لوّامہ اور تیسرا مطمئنہ۔ پہلی حالت میں تو صُمٌّ بُکمٌ ہوتا ہے۔ کچھ معلوم اور محسوس نہیں ہوتا کہ کدھر جا رہا ہے۔ امّارہ جدھر چاہتا ہے لے جاتا ہے۔ اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو معرفت کی ابتدائی حالت میں لوّامہ کی حالت پیدا ہو جاتی ہے اور گناہ اور نیکی میں فرق کرنے لگتا ہے۔ گناہ سے نفرت کرتا ہے مگر پوری قدرت اور طاقت عمل کی نہیں پاتا۔ نیکی اور شیطان سے ایک قسم کا جنگ ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ کبھی یہ غالب ہوتا ہے اور کبھی مغلوب ہوتا ہے لیکن رفتہ رفتہ وہ حالت آجاتی ہے کہ یہ مطمئنہ کے رنگ میں آجاتا ہے اور پھر گناہوں سے نری نفرت ہی نہیں ہوتی بلکہ گناہ کی لڑائی میں یہ فتح پالیتا ہے اور اُن سے بچتا ہے اور نیکیاں اس سے بلا تکلّف صادر ہونے لگتی ہیں۔ پس اس اطمینان کی حالت پر پہنچنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے لوّامہ کی حالت پیدا ہو اور گناہ کی شناخت ہو۔ گناہ کی شناخت حقیقت میں بہت بڑی بات ہے جو اُس کو شناخت نہیں کرتا اس کا علاج نبیوں کے پاس نہیں ہے۔ نیکی کا پہلا دروازہ اسی سے کھلتا ہے کہ اوّل اپنی کورانہ زندگی کو سمجھے اور پھر بُری مجلس اور بُری صحبت کو چھوڑ کر نیک مجلس کی قدر کرے۔ اس کا یہی کام ہونا چاہیے کہ جہاں بتایا جائے کہ اس کے مرض کا علاج ہوگا وہ اس طبیب کے پاس رہے اور جو کچھ وہ اس کو بتادے اس پر عمل کرنے کے لیے ہمہ تن تیار ہو۔ دیکھو! بیمار جب کسی طبیب کے پاس جاتا ہے تو یہ نہیں ہوتا کہ وہ طبیب کے ساتھ ایک مباحثہ شروع کر دے بلکہ اس کا فرض یہی ہے کہ وہ اپنا مرض پیش کرے اور جو کچھ طبیب اس کو بتائے اس پر عمل کرے۔ اس سے وہ فائدہ اُٹھائے گا۔ اگر اُس کے علاج پر جرح شروع کر دے تو فائدہ کس طرح ہوگا۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 94-95)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِن پر کماحقہ عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(کمپوزڈ: مسز بقعۃُ النور عمران۔ جرمنی)

✪✪✪✪